QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

سیاست کی تاریخی و دینی جہات: اہلِ کتاب اور اسلام کی مشترک تعلیمات کا اختصاصی مطالعہ

The Historical and Religious Dimensions of Politics: A Specialized Study of the Common Teachings of Ahl-e-Kitab and Islam

Usman Shafiq*
PhD Research Scholar (IUB)

ABSTRACT

The historical and religious dimensions of politics present a fascinating area of study. While certain groups in the modern world insist on keeping politics entirely separate from religion-viewing it as a purely private and secular affair the religious teachings of the Ahl-e-Kitab(Jews and Christians) as well as Islam offer a broader and deeper perspective. These traditions not only acknowledge politics as an integral part of religious life but also present shared foundational principles, with Islam offering a more comprehensive and detailed framework.

Among the Ahl-e-Kitab, numerous prophets such as Hazrat Yusuf, Musa , Dawud, and Sulaiman (A.S) are depicted not only as spiritual leaders but also as successful politations. Moreover, examples of purely political figures like Saul (Talut) are also present. The Qur'an encapsulates this political history with remarkable comprehensiveness, highlighting both prophets and kings who played significant roles in governance.

The Prophet Muhammad ﷺ, after foretelling the end of prophethood, foretold the rise of caliphate, affirming that political leadership would remain with the Muslim community. It would be inconsistent for Islam to provide detailed guidance in all aspects of life yet remain silent on governance and politics. The Prophet's own life, his exercise of authority, and the succession of caliphs and rulers after him offer a profound demonstration of Islam's political vision.

Hence, this study seeks to explore the historical and religious dimensions of politics through the lens of shared teachings in Islam and the Ahl-e-Kitab , revealing a mutual emphasis on establishing an organized and just political system for human society.

Keywords: *Politics, Islam, Ahl-e-Kitab, historical, Common Teachings*

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

تمہید

تصورِ سیاست اور الہامی ادیان کے مابین گہرا اور مضبوط تعلق ہے۔ اگر ہم تاریخی و دینی جہات سے اس موضوع پر مطالعہ کریں، تو الہامی مذاہب کبھی بھی سیاست سے جدا نہیں رہے ہیں۔ یہودیت و مسیحیت کی الہامی تعلیمات کے بنیادی مصادر بائبل (عہد نامہ قدیم و جدید) اور ان کی ذیلی تفسیر و تشریحات کا جب مطالعہ کرتے ہیں تو اس تعلق کی بابت سیر حاصل تعلیمات موجود ہیں۔ جیسا کہ شریعت موسوی جہاں مذہبی معاملات مثلاً عبادات وغیرہ میں ان کی رہنمائی کر رہی ہے، بعینہ اسی طرح معاشرتی زندگی بالخصوص حکومتی و سیاسی معاملات میں بھی مسلسل رہنمائی کر رہی ہے، اسی طرح مسیحیت میں اگرچہ جناب عیسیٰؑ کے حوالے سے اگر واضح تعلیمات نہیں ملتیں لیکن قیصر کی مخالفت کی بجائے موافقت ہی کرنے کی تعلیمات ملتی ہیں۔ جبکہ اسلامی تعلیمات میں تو اس موضوع پر بالتفصیل تعلیمات موجود ہیں۔ اور یہ بات بھی اساساً ملتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے روزِ اول سے ہی انسانوں کو انفرادی زندگی بسر کرنے کی بجائے اجتماعی زندگی گزارنے کی ترغیب دی ہے۔ انسان اگر قبائل کی شکل میں آباد ہیں، تو اپنے سرداروں کی نگرانی میں اور اگر ایک سلطنت قائم ہے، تو اپنے حکمران کی زیر نگرانی منظم زندگی گزارنے کو ترجیح دیں۔ یقیناً اسی طرزِ عمل سے پر امن اور خوشحال معاشرے کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے اور انہی اخلاقی روایات کی بنیاد پر یہ خوشحال زندگی کا سفر تادیر جاری رہ سکتا ہے۔ ذیل میں ہم سیاست کی تاریخی و دینی جہات کو اہل کتاب اور اسلام کی مشترک تعلیمات کے تناظر میں پیش کریں گے، جس سے اس کی اہمیت بھی واضح ہو گی اور یہ بات بھی ثابت ہو گی کہ حکومت وسیاست مذہب سے جدا نہیں ہیں۔

اہلِ کتاب

بائبل عہد نامہ قدیم کی تعلیمات صرف یہود کے ہاں قابلِ حجت واتباع نہیں بلکہ مسیحی بھی اسے اپنے لئے حجت سمجھتے ہیں۔ اس لئے عہد نامہ قدیم کی تعلیمات اہلِ کتاب میں یہود و مسیح دونوں کی مشترکہ تعلیمات ہیں۔ اس تناظر میں حضرت مسیحؑ کا فرمان بطورِ حجت پیش خدمت ہے، جنابِ مسیحؑ کا ارشاد ہے:

> یہ نہ سمجھو کہ مَیں تورَیت یا نبیوں کی کِتابوں کو منسُوخ کرنے آیا ہُوں۔ منسُوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہُوں۔ کیونکہ مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ جب تک آسمان اور زمِین ٹل نہ جائیں ایک نُقطہ یا ایک شوشہ تورَیت سے ہرگِز نہ ٹلے گا جب تک سب کُچھ پُورا نہ ہو جائے۔[1]

حضرت یوسفؑ کا دورِ حکومت

بائبل (عہد نامہ قدیم) کے مطابق حضرت ابرام (ابراہیم)ؑ کے بعد حضرت یوسفؑ سے حکمرانی کا آغاز ہوتا ہے۔ حضرت یوسفؑ کو خواب کی تعبیر کے ساتھ ساتھ تدبیر بھی بتانے پر فرعونِ مصر نے آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر اپنی حکومت کے اعلیٰ عہدے پر بھی فائز کیا اور یوسفؑ تاحیات اس عہدے پر براجمان رہے۔ بادشاہ کے نائب بن کر لوگوں کی خدمت کرتے رہے۔ چنانچہ کتاب پیدائش سے اختصاراً آپ کے دورِ حکومت کو تحریر کیا جاتا ہے۔

[1] **کتابِ مقدس**، (لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی،2011،طبع 93p)، متی 17:5، 18۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

مصر میں قید بے گناہی کاٹنے میں خدا اس کے ساتھ تھا، لہذا جس طرح اُس نے پہلے اُس کی جان بچائی تھی اسی طرح اب بھی اُس نے اُسے فرعون کی نظر میں مقبول بنا دیا۔ جب داروغہ جیل نے یہ محسوس کیا کہ وہ یوسف پر مکمل اعتماد کر سکتا ہے تو اُس نے تمام قیدی اس کی تحویل میں دے دیئے۔ ان قیدیوں میں دو فرعون کے خادم تھے، ایک اُس کا ساقی اور دوسرا نان پز۔ یوسف نے ان دونوں کے خوابوں کی تعبیر کی اور جیسا کہ یوسف نے انہیں بتایا تھا، تین دن بعد بادشاہ کے جنم دن پر نان پز کو پھانسی دے دی گئی اور ساقی کو اُس کے عہدے پر بحال کر دیا گیا۔ اس واقعے کے بعد دو سال تک یوسف کے حالات میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ ساقی اپنے وعدے کو کہ وہ فرعون سے یوسف کا ذکر کرے گا، بالکل بھول گیا۔ لیکن جب فرعون نے دو خواب دیکھے، ایک دبلی اور موٹی گائیوں کا اور دوسرا ہری بھری اور سوکھی بالیوں کا، تو اسے یاد آیا اور اُس نے فرعون کو یوسف کے خوابوں کی تعبیر کی لیاقت کے بارے میں بتایا۔ فرعون نے یوسف کو قید خانے سے بلوایا۔ یوسف نے بادشاہ کو بتایا کہ دونوں خوابوں کی تعبیر ایک ہی ہے۔ سات سالوں تک خوب اناج پیدا ہو گا اور سات سال قحط کے ہوں گے اور یہ صلاح دی کہ قحط کے سات سالوں کے لئے ارزانی کے سالوں میں غلہ جمع کر لیا جائے۔ فرعون نے فوراً ہی یوسف کو ذخیرہ خانوں کا حاکم مقرر کر دیا اور اُسے اپنی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا مکمل اختیار بخشا۔ حکومت کے ایک محکمے کا انچارج بننے کے باعث یوسف بادشاہ کا نائب بن گیا اور یہ دکھانے کے لئے کہ وہ بادشاہ کی نظر میں مقبول ٹھہرا ہے اُسے مصری نام دیا گیا اور اُس کی شادی مصر کے قومی مندر کے بڑے پجاری کی بیٹی سے کر دی گئی۔ اب یوسف 30 برس کا تھا۔ ارزانی کے سات سالوں میں اُس نے ہر شہر میں ذخیرہ خانوں میں غلہ جمع کر لیا۔ اس دوران اُس کے ہاں دو لڑکے مفلسی اور افرائیم پیدا ہوئے۔ جس قحط کی یوسف نے پیش گوئی کی تھی اُس نے نہ صرف مصر ہی کو بلکہ اُس وقت کی تمام دریافت شدہ دنیا کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پس ہر ملک کے لوگ یوسف کے پاس غلہ خریدنے کے لئے آنے لگے، یہاں تک کہ یوسف کے بھائی بھی غلہ خریدنے کے لئے مصر آئے۔ اُنہوں نے یوسف کو نہیں پہچانا، لیکن یوسف نے انہیں پہچان لیا اور جب اُنہوں نے اُسے سجدہ کیا تو اُسے اپنے خواب یاد آئے جن کی وجہ سے وہ اُس سے اس حد تک جلنے لگے تھے۔ کہانی اپنے عروج کو اُس وقت پہنچتی ہے جب یوسف نے اپنے بھائیوں کو ہر طرح سے آزما کر دیکھا کہ وہ ان سالوں میں تبدیل ہوئے کہ نہیں۔ اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ بہت بدل چکے ہیں تو اب وہ دوسری مرتبہ غلہ لینے آئے، اس نے اپنے آپ کو ان کے ظاہر کر دیا۔ اور انہیں یقین دلایا کہ اس کے دل میں بدلہ لینے کا کوئی خیال نہیں ہے اور انہیں کہا کہ وہ اپنے باپ کو ساتھ لائیں اور مصر میں رہیں۔ اس زمانے میں مصر کا بادشاہ ہکسوس خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور یوسف کی طرح سامی النسل تھا۔ لہذا اس نے یعقوب اور اس کے خاندان کو خوش آمدید کہا۔

بعد کے سالوں میں یوسف نے مصر کے زمین کی ملکیت کے نظام کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا۔ اب تمام زمین فرعون کی ملکیت بن گئی اور اس کے سابقہ مالک بادشاہ کے مزارع ٹھہرے۔ یعقوب 17 برس تک یوسف کے پاس مصر میں رہا۔ اپنی وفات سے پیشتر اس نے یوسف کے دونوں بیٹوں کو اپنا متبنیٰ بنایا اور میراث کی تقسیم میں ان کو وہی حق دیا جو اس کے بیٹوں کا تھا۔ یوسف 110 برس زندہ رہے۔ اپنی وفات سے پیشتر اس نے اس اعتماد کا اظہار کیا کہ ایک دن خدا بنی اسرائیل کو واپس کنعان لے جائے گا اور وصیت کی کہ اس کی ہڈیاں وہاں دفن کی جائیں۔[2]

[2] پیدائش 45: 40 -50۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

قاضیوں کا دورِ

بائبل (عہد نامہ قدیم) کے مطابق یہودیوں کا طویل دور قاضیوں کا دور تھا۔ یہ دور تقریباً تین صدیوں تک جاری رہا۔ اس نظام میں باقاعدہ کوئی حکومت یا آئین تو موجود نہیں تھا البتہ لوگ اپنے قبائلی سرادر کی زیر نگرانی امور سر انجام دیتے۔ یہ قضاۃ ان کے درمیان فیصلے کرتے۔ باقاعدہ کوئی ریاست یا ریاستی قانون نہیں تھا، لوگ اپنے قبائلی نظام کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ جب فرعون سے آزادی کے بعد اپنی قوم کو صحرائے سینا میں لے کر آئے، تو حکم خداوند کا نزول ہوا کہ ان کے لئے قاضیوں کا تقرر کریں۔ چنانچہ خداوند کا ارشاد ہے:

تُو اپنے قبیلوں کی سب بستیوں میں جن کو خُداوند تیرا خُدا تُجھ کو دے، قاضی اور حاکم مُقرر کرنا جو صداقت سے لوگوں کی عدالت کریں۔[3]

قضاۃ کے اس عہدہ پر مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی فائز تھیں، جیسے دبورہ نبیّہ کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔[4] دیگر مشہور قضاۃ درج ذیل ہیں۔

جدعون : جدعون نے مدیانیوں کے خلاف اسرائیل کی قیادت کی اور انہیں شکست دی۔ ان کی کہانی قاضیوں کی کتاب میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

شمشون : شمشون کو ان کی غیر معمولی طاقت کے لئے جانا جاتا ہے۔ انہوں نے فلسطینیوں کے خلاف لڑائیاں لڑیں اور ان کی حکمرانی کی کہانی خاصی مشہور ہے۔

یفتاح: یفتاح نے عمونیوں کے خلاف اسرائیل کی قیادت کی اور اپنی بیٹی کے نذر کے وعدے کی وجہ سے مشہور ہیں۔

بادشاہوں کا دورِ حکومت

ایک وقت ایسا بھی آیا، یہود نے اللہ تعالیٰ سے حکمران بنانے کا مطالبہ کر دیا۔ تو پھر وہاں سے باقاعدہ ایک ریاست اور عہد حکمرانی کا آغاز ہوا۔ جس کی تفصیل اب ذکر کی جائے گی۔ قاضیوں کے دور کے بعد یہود نے اپنے انبیاء سے بادشاہ کی تعیین کا مطالبہ کیا، یہاں سے باقاعدہ ایک وفاقی طرز کے عہدِ حکمرانی کا آغاز ہوا۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ اگر یہ مطالبہ مذہب سے متعلق نہ ہوتا تو لوگ اپنے نبی سموئیل سے مطالبہ کرنے کی بجائے کسی اور سے مطالبہ کرتے یا خود ہی انتخاب کر لیتے اور اگر حکومت و امارت کا تصور مذہبی اعتبار سے شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتا تو اللہ تعالیٰ ان کا مطالبہ پورا نہ کرتا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ مطالبہ قبول کیا، بلکہ نبی سموئیل کو حکم دیا کہ وہ ساؤل کو بادشاہ مقرر کریں۔ ذیل میں ہم عہد نامہ قدیم کی روشنی میں چند حکمرانوں کا ذکر کرتے ہیں، بنی اسرائیل پر جن کے دورِ حکومت کا طویل عرصے کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں بعض تو حکمران ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بھی تھے۔

1۔ ساؤل (طالوت) کا دورِ حکومت

ساؤل یہودیوں کا پہلا بادشاہ، بن یامین کے قبیلے میں سے قیس کا بیٹا تھا۔ خوبصورت اور قد آور تھا۔ لوگ اُس کے کندھے تک آتے تھے۔ جب اسرائیلیوں نے سموئیل نبی سے بادشاہ کے لئے درخواست کی تو خدا نے ساؤل کو بادشاہ بننے کے لئے چنا۔ سموئیل اور ساؤل پہلی مرتبہ اُس وقت ملے جب ساؤل اپنے باپ کے گدھوں کو تلاش کر رہا تھا۔ نبی نے اُسے خوش آمدید کہا اور اُس نے بھی بڑی انکساری اور فروتنی کا اظہار کیا۔ ساؤل

---

[3] استثنا 18:16۔

[4] قضاۃ 4:4۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کے وہاں سے جانے سے پہلے سموئیل نے اُسے خداوند کی ہدایت کے مطابق بادشاہ ہونے کے لئے خفیہ طور پر مسح کیا۔ پس جونہی ساؤل وہاں سے چلا، خداوند نے اُسے دوسری طرح کادل دیا۔ اور جب وہ اپنے گھر جارہا تھا تو راستے میں اُسے انبیا کی جماعت ملی اور وہ اُن کے ساتھ نبوت کرنے لگا۔ سموئیل نے مصفاہ کے مقام پر لوگوں کو جمع ہونے کے لئے کہا اور وہاں ساؤل کو بذریعہ قرعہ بادشاہ چنا گیا، لیکن یہ شرمیلا جوان کہیں چھپ گیا۔ پس لوگ اُسے پکڑ کر زبردستی سامنے لائے۔ اگرچہ وہ مردانہ وجاہت کا شاہ کار تھا لیکن بعض نے اُس کا تمسخر اُڑایا، لیکن وہ ان سنی کر گیا۔ اُس نے نہ صرف بردباری کا بلکہ یبیس جلعاد کو عمونیوں کے ہاتھ سے چھڑا کر لوگوں کے ساتھ اپنی محبت کا بھی مظاہرہ کیا۔

اس نومولود بادشاہت کی غریبانہ فطرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا جوان بادشاہ اپنی روزی کمانے کے لئے خود کاشت کاری کرتا تھا۔ جب ایک محصور شہر کا پیغام پہنچا تو اس وقت وہ اپنے بیلوں کے پیچھے پیچھے اپنے کھیت سے واپس آرہا تھا۔ بادشاہ نے ایک جوڑی بیلوں کی بھیج کر تمام قبیلوں کو بلوایا اور یوں اس نے اسرائیل کو مشترکہ قدم اٹھانے کے لئے متحد کر دیا اور ساؤل نے ان لوگوں کو جنہوں نے اس کا تمسخر اڑایا تھا معاف کر کے اپنی فراخ دلی کا بھی ثبوت دیا۔ ساؤل نے بڑی بہادری سے اسرائیل کے تمام دشمنوں کے خلاف کامیاب جنگ کی۔

2۔ حضرت داؤدؑ کا دورِ حکومت

حضرت داؤدؑ کا شمار یہود کے عظیم بادشاہوں میں ہوتا ہے۔ آپ کا ذکر عہد نامہ قدیم کتاب 1 سموئیل، سلاطین اور تواریخ میں ملتا ہے۔ جبکہ متعدد مرتبہ مزامیر میں بھی تذکرہ آتا ہے۔ ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ ان کی شخصیت و دورِ حکومت کا ذکر پیش کریں گے۔

بنی اسرائیل میں داؤد اہم ترین شخصیتوں میں سے ایک تھا۔ وہ بیت لحمی یسی کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ وہ ایک دلیر اور دلکش نوجوان تھا جو اپنے باپ کی بھیڑیں چرایا کرتا تھا۔ جب خدا نے ساؤل بادشاہ کو رد کر دیا تو سموئیل نبی نے داؤد کو اسرائیل کا دوسرا بادشاہ ہونے کے لئے پوشیدہ طور پر مسح کیا۔ اُس دن سے آگے کو خدا کی روح اُس پر زور سے نازل ہوتی رہی۔ ابھی داؤد بیس سال کا بھی نہیں تھا کہ اس نے اپنے ایمان کے بل پر فلستی پہلوان جولیت (جالوت) پر فتح حاصل کر کے ملک گیر شہرت حاصل کرلی۔ چنانچہ ساؤل بادشاہ کا بیٹا یوتن اُس کا دوست بن گیا۔ ساؤل بادشاہ کی کوہِ جلبوعہ پر موت اور بیت شان سے فلستیوں کے اسرائیل پر غالب آنے کے بعد داؤد نے مرثیہ لکھا اور ماتم کیا۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد داؤد کی فوج حبرون کی طرف بڑھی جہاں اُسے یہوداہ کا بادشاہ بنا دیا گیا۔ 1002ق م سے تقریباً 995ق م تک داؤد نے اپنی مملکت کو ہر طرف سے وسیع کیا ۔ داؤد کی سیاسی تنظیم مصر سے ملتی جلتی تھی۔ اُس نے مصریوں کی طرح مورخ اور منشی مقرر کئے۔ بہر حال خواہ قبیلوں کے سردار ہوں یا شاہی افسر، سب داؤد کے ماتحت تھے۔

جب ہر طرف امن و امان ہو گیا داؤد اپنے آخری سالوں میں فلستوں کے ساتھ جنگ میں مصروف رہا۔ یروشلیم کے شمال میں کوہ موریاہ پر داؤد نے قربان گاہ بنائی اور بعد میں یہاں خدا کا گھر تعمیر ہوا۔ بعد ازاں داؤد نے خدا کا گھر تعمیر کرنے کے لئے زبردست تیاریاں کیں۔ خدا کے روح نے اُسے لکھ کر ہیکل کو تعمیر کرنے کی تفصیلات بتائیں۔ چنانچہ داؤد نے سلیمان اور سرداروں کو اُس کے مطابق تعمیر کرنے کی سخت تاکید کی۔ اب چونکہ عمر رسیدگی کے باعث داؤد کمزور ہوتا جارہا تھا، لہذا اُس کے بیٹے ادونیاہ نے سلیمان کہ جسے خدا نے وارث مقرر کیا تھا تخت چھیننے کی کوشش کی۔ لیکن

ناتن نبی نے داؤد کو کہا کہ وہ سلیمان کی تاج پوشی کا اعلان کرے۔ اس طرح اپنے بیٹے سلیمان کو تخت سونپنے کے بعد داؤد نے 930ق م میں وفات پائی۔ اُس کے آخری الفاظ داؤد کی نسل سے مستقبل کے المسیح اور اس عہد کے باعث اُس کی اپنی نجات کے بارے میں پیشگوئی تھے۔[5]

3۔ حضرت سلیمانؑ کا دورِ حکومت

حضرت داؤدؑ کے دورِ حکومت میں (جیسا کہ وضاحت سے بیان کیا جاچکا ہے) چہار سو فتوحات ہوئیں اور بنی اسرائیل (یہودیوں) کی سلطنت نے بہت وسعت پائی۔ سو داؤدؑ نے اللہ کے حکم سے اپنی زندگی کے آخر میں اپنے بیٹے سلیمانؑ کو حکمرانی کے لئے نامزد کر دیا۔ یوں حضرت سلیمانؑ اس ریاست کے تیسرے اور آخری بادشاہ ہیں۔ اب ہم عہد نامہ قدیم کی کتب 2 سموئیل، سلاطین اور سلاطین میں مذکور آپ کی شخصیت اور دورِ حکومت کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔

سلیمانؑ نے اپنی مملکت کو بہت وسعت دی اور اقتصادی لحاظ سے بڑا خوش حال بنا دیا۔ جب داؤدؑ کی موت کا وقت قریب آگیا تو اُس نے سلیمان کو خدا کے ساتھ وفادار رہنے، ہیکل کو تعمیر کرنے اور مملکت کو مضبوط بنانے کے لئے کی وصیت کی تھی۔ سلیمان نے اپنے دورِ حکومت میں شادیوں کے ذریعے بھی متعدد بادشاہوں سے اتحاد کئے جو فرانس کے زوال کا باعث ہے۔ اس نے مصر کے بادشاہ فرعون کی بیٹی سے سے شادی کی جس نے جزر فتح کر کے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا۔ اپنی حکومت کے ابتدائی ایام میں سلیمان نے خداوند کی محبت میں جعون کے اونچے مقام میں جہاں اجتماع تھا ایک ہزار سوختنی قربانیاں پیش کیں۔ اسی رات جعون میں خداوند سلیمان پر خواب میں ظاہر ہوا اور کہا کہ وہ جو چاہے مانگے۔ سلیمان نے سمجھنے والا دل مانگا۔ خدا اس کی اس درخواست سے بہت خوش ہوا اور نہ صرف اُسے حکمت عطا کی بلکہ دولت اور عزت بھی۔ جب سلیمان واپس آیا تو اسے اس نعمت کے اظہار کا موقع ملا۔ وہاں اس نے فیصلوں میں انصاف کیا جس سے لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ ان کے بادشاہ میں خدا کی حکمت ہے۔ وہ ایک زبردست منتظم بھی تھا۔ اُس نے ہر محلے کے افسر مقرر کئے اور ملک کو 12 اضلاع میں تقسیم کیا۔ یہ تقسیم اسرائیل کے قبائل کی تقسیم سے مختلف تھی۔ ہر ضلع سال میں ایک ماہ کے لئے شاہی خاندان کے لئے رسد مہیا کرتا تھا۔ سلیمان، دانش مند اور عالم فاضل شخص تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کی حکمت مشرق اور مصر کے حکیموں سے کہیں بڑھ کر تھی۔ وہ علم نباتات اور علم حیوانات کا ماہر تھا۔ وہ ایک عظیم مصنف بھی تھا۔ اُس نے تین ہزار امثال اور ایک ہزار پانچ گیت لکھے۔ اُس کا سب سے عظیم گیت غزل الغزلات ہے۔ اس نے صور کے بادشاہ خیرام سے جو اُس کے باپ داؤد کا دوست تھا، اتحاد کیا۔ اس دوستی سے سلیمان کو بہت فائدہ پہنچا، کیونکہ اب اُس کے تعمیرات کا ایک عظیم منصوبہ شروع کیا تھا، خاص طور پر یروشلم میں کو دموریان پر ہیکل کی تعمیر کا۔ سلیمان نے خیرام سے ہیٹکل کے لئے دیودار اور صنوبر کی لکڑی طلب کی اور ساتھ ہی اس فن کے کاریگر بھی، تا کہ وہ اسرائیلی کاریگروں کے ساتھ مل کر کام کریں۔ ا۔ سلاطین 17 میں ایکل کی تعمیر کے سال کے متعلق ہوں تحریر ہے کہ سلیمان نے اپنے دور سلطنت کے چوتھے سال ہیکل تعمیر کرنی شروع کی اور اُس وقت بنی اسرائیل کو مصر سے نکلے 380 سال ہو چکے تھے۔ سلیمان کا دور حکومت پر امن تھا، لیکن اندر ہی اندر مصائب کی آگ سلک رہی تھی۔ ارومی بد دجو جب چھوٹا لڑکا ہی تھا تو داؤد کے ہاتھ سے پی کر مصر کو بھاگ گیا تھا اب واپس آگیا تا کہ سلیمان کو تکلیف دے۔ مشق میں رشین تخت پر بیٹھا اور وہ اسرائیل کا دشمن بن گیا۔ اسرائیل میں ایک قابل جوان پر بعام

---

[5] 1- سموئیل 16، 24، 27، سلاطین 11-15۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

بن حباط تھا جسے اختیار نبی نے بتایا کہ خدا اسے اسرائیل کے دس نشانات صاف نظر آرہے تھے اور جب سلیمان نے 930ق م میں وفات پائی اور اُس کا بیٹا رحبعام تخت پر بیٹھا تو یہ تقسیم جلد ہی حقیقت بن گئی۔[6]

حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد آپ کا بیٹا رحبعام بادشاہ ہوا، لیکن اس کے بادشاہ بننے پر نباط کا بیٹا یربعام جو سلیمانؑ کا دشمن ہوا اور مصر بھاگ گیا تھا، وہ واپس پلٹ آیا۔ اور اس نے بغاوت کر دی اور رحبعام کی بادشاہت قبول نہ کی۔ یہاں سے یہ سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور یہود کی بادشاہت کے زوال کا آغاز ہوا۔[7]

4۔ جنوبی سلطنت یہوداہ پر حکومت کے ادوار

سلطنتِ یہوداہ پر شاہی طرزِ حکومت کا ایک طویل دور ملتا ہے، باپ کے مرنے کے بعد بیٹا حکمران منتخب ہوتا ہے۔

- سلیمانؑ کی وفات کے بعد یہوداہ پر رحبعام حکمران بنا۔[8]
- رحبعام کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ابیام یہوداہ کا بادشاہ ہوا۔[9]
- ابیام کی وفات کے بعد اس کا بیٹا آسا یہوداہ کا بادشاہ ہوا۔[10]

یہ دور سلطنتِ یہوداہ کے آخری بادشاہ صدقیاہ پر سقوطِ یروشلیم کے ساتھ ختم ہوا اور یہاں سے بنوکدنضر کی غلامی کے دور کا آغاز ہوا۔[11]

5۔ شمالی سلطنت اسرائیل پر حکومت کے ادوار

سلطنتِ اسرائیل پر بھی شاہی طرزِ حکومت کا ایک طویل دور ملتا ہے، باپ کے مرنے کے بعد بیٹا حکمران منتخب ہوتا ہے، یا بادشاہ کو قتل کرنے والا قاتل اس کی جگہ حکمران منتخب ہوتا۔

- سلیمانؑ کی وفات کے بعد اسرائیل پر یربعام حکمران بنا۔[12]
- یربعام کی وفات کے بعد اسرائیل پر اس کا بیٹا ندب حکمران بنا۔[13]
- ندب کے قتل کے بعد اسرائیل پر اس کا قاتل بعشا حکمران بنا۔[14]

یوں یہ دور سلطنتِ اسرائیل کے آخری بادشاہ ہوسیع پر سقوطِ سامریہ کے ساتھ ختم ہوا اور یہاں سے شاہ اسور کی غلامی کے دور کا آغاز ہوا۔[15]

---

[6] 1-سلاطین 11:1، 2-تواریخ 9:1۔
[7] 1-سلاطین 12:20-16۔
[8] ایضاً 14:21۔
[9] ایضاً 15:1۔
[10] ایضاً۔
[11] 2-سلاطین 24:18۔
[12] 1-سلاطین 12:18۔
[13] ایضاً 15:25۔
[14] 1-سلاطین 15:29۔
[15] 2-سلاطین 17:5۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

عہد نامہ جدید میں حکومت وسیاست سے متعلق کوئی واضح رہنمائی دستیاب نہیں، البتہ مسیحیت کے آغاز میں قیصر روم کی حکمرانی کا دور دوراں تھا، جناب مسیحؑ نے اس کی مخالفت کرنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ اس کی موافقت کرنے کی تعلیمات ارشاد فرمائیں، سو آپ کا یہ عمل ہی حکومت وسیاست کی تاریخی و دینی جہات کو واضح کر رہا ہے۔

اسلام:

اسلام دینِ کامل ہونے کے ساتھ ساتھ مکمل ضابطہ حیات پر مشتمل دین ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں انسانوں کی بدستور رہنمائی کرتا ہے، اسلام اپنے ماننے والوں کو انفرادی طور پر عبادات اور روحانی تعلیم و تربیت کے ساتھ اجتماعی زندگی بسر کرنے اور ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے پر بہت زور دیتا ہے۔ کسی بھی معاشرے کی تشکیل و تعمیر اور خوشحالی و ترقی کے لئے جو تعلیمات اور لوازمات درکار ہیں، اسلام اسے خوب واضح کرتا ہے۔ قرآن مجید کی روشنی میں گزشتہ انبیاء کرام میں سے کچھ ایسے بھی پیغمبر تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ ساتھ حکومت بھی عطا کی اور کچھ صرف بادشاہ تھے، لیکن اپنے دور کے پیغمبر کی رہنمائی میں چلتے تھے۔ سو اب ہم اسلام کی روشنی میں ان انبیاء کرام علیہم السلام، نبی کریم ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین کے متعلق جانتے ہیں، جن سے سیاست کی دینی و تاریخی جہات مزید نمایاں ہوں گی۔

سابقہ انبیاء علیہم السلام بحیثیتِ حکمران اور ان کے ادوارِ حکومت

قرآن مجید میں سابقہ انبیاء علیہم السلام کی سیرت و کردار کا خوب تذکرہ ملتا ہے، جس سے ان کی بعثت کے مقاصد، عظیم جدوجہد، قوم کے رویوں پر صبر و ثبات اور لازوال قربانیوں کو اجاگر کرنا مقصود ہے۔ ان انبیاء میں بعض ایسے پیغمبر بھی ہیں، جنہیں اللہ نے نبوت و رسالت کے ساتھ ساتھ منصبِ حکمرانی بھی عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۔[16]

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب اس نے تم میں انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنادیا اور تمہیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔

ان انبیاء علیہم السلام کی سیرت کے بیان میں بالخصوص ان کے دورِ حکومت کا بھی ذکر ملتا ہے، جس سے حکومت و امارت کی ضرورت و اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ ذیل میں ہم ان انبیاء علیہم السلام کی شخصیت کو بطورِ حکمران اور ان کے دورِ حکومت کو قرآن مجید کی روشنی میں ذکر کریں گے۔

1۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا دورِ حکومت

سلسلہ انبیاء میں حضرت یوسف علیہ السلام کا شمار جلیل القدر پیغمبر کی حیثیت میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے امتحانات کا آغاز بچپن ہی سے شروع کیا، جب کھیلنے والے ننھے منے بچوں کو ماؤں کی ممتا، باپ کی شفقت اور بھائیوں کی محبت کی ضرورت ہوتی ہے، تب آپؑ ان سب سے محروم ہو کر کنوئیں سے ہوتے ہوئے، مصر کے بازاروں میں فروخت ہو رہے تھے۔ پھر لڑکپن سے جوانی تک کے ایام عزیزِ مصر کے گھر گزارے۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی آزمائشیں مزید بڑھنے لگی۔ جس عورت نے یوسفؑ کو منہ بولا بیٹا کہا، وہی عزیزِ مصر کی بیوی آپ کے ایمان و اخلاق پر حملہ آور ہونے کے لئے دن رات سازشوں کے جال بُننے لگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے ناکام کیا اور آپؑ کو ایمان و پاکدامنی پر استقامت عطا کی۔ ناجائز

[16] المائدۃ 20:05۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

خواہش پوری نہ کرنے کی پاداش میں عزیزِ مصر کی بیوی اور دیگر مصر کی خواتین کی ایماء پر آپ کو کئی برس قیدِ بے گناہی میں جیل کی زندگی گزارنا پڑی۔ آپؑ کی آزمائشوں کا سفر جیل سے نکلنے پر اختتام پذیر ہوتا ہے اور یہیں سے آپ پر مزید اللہ کی رحمتوں کے نزول کا آغاز ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کی اس زندگی کے اس موڑ پر آپؑ کی سوانحِ حیات سے ایک خوبصورت اور عظیم واقعہ کا ذکر کیا ہے اور وہ آپؑ کا دورِ حکومت ہے۔ جس میں آپ نے ایسی حسنِ تدبیر سے امورِ مملکت سرانجام دیے کہ جس کی دھوم نا صرف آس پاس کے ممالک میں پڑی بلکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بطورِ مثال ایک مدبر حکمران کے آپ کا ذکر رہتی دنیا تک باقی رکھا۔ آپؑ نے جیل فیلوز میں سے دونوجوانوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر بتلائی، جو بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ ایک پھانسی کے تخت پر جھول گیا جبکہ دوسرا شخص بادشاہ کی خدمت پر معمور ہوا۔

مصر کا بادشاہ ایک پریشان کن خواب دیکھتا ہے، جس سے اس کی بے چینی میں مسلسل اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر پریشانی اس بات کی کہ معبرین اور کاہن اس کی تعبیر کرنے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔ بادشاہ کا خادم یہ منظر دیکھ کر کئی برس پہلے جیل میں اپنے خواب کی تعبیر بتانے والے نوجوان جناب یوسفؑ تک رسائی پاتا ہے اور یوں جنابِ یوسفؑ صرف خواب کی تعبیر کی نہیں بتاتے بلکہ تدبیر بھی بتا دیتے ہیں، جس کی بدولت ان مشکل سالوں میں انسانیت کی خدمت کر کے ان کی جانیں بھی بچائی جاسکتی ہیں۔ یہ بات سن کر بادشاہ کی پریشانی حیرانی میں بدل گئی اور اس نے انہیں فوراً رہا کرنے اور اپنے دربار میں پیش کرنے کا حکم دیا۔ لیکن آپؑ جیل سے نکلنے کا انکار کر دیتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ جب تک تاریخ کا ریکارڈ درست نہیں ہو گا، تب تک میں باہر نہیں آؤں گا۔ بادشاہ سے کہو کہ مصر کی عورتوں کے معاملہ سے متعلق تحقیق کی جائے۔ سو عزیزِ مصر کی بیوی آپ کی پاکدامنی کی گواہی دیتی ہے اور آپؑ رہا ہو کر بادشاہ کے دربار میں انتہائی شان و شوکت سے پیش کیے جاتے ہیں۔ بادشاہ یہ طے کر چکا تھا کہ آپ کو امورِ مملکت میں سے کوئی نہ کوئی ذمہ داری ضرور سونپنی ہے سو اس پر آپؑ نے آئندہ حالات کی بابت غلہ جات اور اناج کی وزارت سے متعلق پیشکش کی کہ اگر آپ مجھے اس کی ذمہ داری دے دیں تو یقیناً امانت دار اور حفاظت کرنے والا پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا واقعہ ذکر کرنے کے بعد آپ کی حکومت میں شراکت کو اپنی رحمت قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِينَ[17]

اور اسی طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسف کو اقتدار عطا فرمایا، اس میں سے جہاں چاہتا جگہ پکڑ تا تھا۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں پہنچا دیتے ہیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

سیرت یوسفؑ میں آپ کی نبوت و رسالت کے ساتھ ساتھ حکومت و اقتدار کے یوں ذکر سے اس امر کی ضرورت و اہمیت بھی واضح ہوتی ہے اور ساتھ یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ سیاست و حکومت دین و مذہب سے جدا نہیں بلکہ اسلام میں الہامی ہدایات کی روشنی میں ہی ان امور کو سرانجام دیے جانے پر زور دیا گیا ہے۔

2۔ طالوت کا دورِ حکومت

[17] یوسف 56:12 ۔

طالوت کا ذکر قرآن مجید میں ایک مقام پر ملتا ہے، بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ کے مالی لحاظ سے انتہائی کمزور شخصیت تھے۔ محنت مزدوری ان کا مشغلہ تھا۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد عمالقہ کی غلامی میں برس ہابرس زندگی گزار رہے تھے۔ ان کے سرداروں نے ایک دن اپنے بزرگ نبی سے مطالبہ کیا کہ ہمارے لئے کسی آدمی کا بطورِ بادشاہ انتخاب کردیں اور پھر ہم اس کی قیادت میں قتال کریں۔ ان کے نبی نے ان کی سابقہ تاریخ کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا کہ تم پھر بھی قتال نہیں کروگے۔ لیکن وہ کہنے لگے اب ہم قتال کیوں نہ کریں جبکہ ہمارے بچے قتل کیے جا چکے ہیں، آزادی کی نعمت بھی چھن گئی ہے اور ہماری عزتیں بھی محفوظ نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيٓ اِسْرَآءِيلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا قَالُوْا وَ مَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيارِنَا وَ اَبْنَآئِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ وَ اللهُ عَلِيمٌۢ بِالظّٰلِمِينَ.[18]

کیا تو نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں کو نہیں دیکھا، جب انھوں نے اپنے ایک نبی سے کہا ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر کہ ہم اللہ کے راستے میں لڑیں۔ اس نے کہا یقیناتم قریب ہو کہ اگر تم پر لڑنا فرض کر دیا جائے تو تم نہ لڑو۔ انھوں نے کہا اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ کے راستے میں نہ لڑیں، حالانکہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے بیٹوں سے نکال دیا گیا ہے۔ پھر جب ان پر لڑنا فرض کر دیا گیا تو ان میں سے بہت تھوڑے لوگوں کے سوا سب پھر گئے اور اللہ ان ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔

سو ان کے مطالبہ پر وقت کے پیغمبر نے طالوت کو بادشاہ منتخب کر دیا۔ جب سرداروں نے دیکھا کہ بادشاہت کے لئے ہم میں سے کسی کا بھی انتخاب نہیں ہوا، تو انہوں نے اس پر طالوت کی مالی حیثیت کو بنیاد بنا کر اعتراض کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا:

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيهُمْ اِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا قَالُوْا اَنّٰى يكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَينَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ اِنَّ اللهَ اصْطَفٰهُ عَلَيكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ وَ اللهُ يؤْتِي مُلْكَهٗ مَنْ يشَآءُ وَ اللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ.[19]

اور ان سے ان کے نبی نے کہا بیشک اللہ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ انھوں نے کہا اس کی حکومت ہم پر کیسے ہو سکتی ہے، جبکہ ہم حکومت کے اس سے زیادہ حق دار ہیں اور اسے مال کی کوئی وسعت بھی نہیں دی گئی؟ فرمایا بیشک اللہ نے اسے تم پر چن لیا ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ فراخی عطا فرمائی ہے اور اللہ اپنی حکومت جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

پھر طالوت کی قیادت میں جالوت کے خلاف لڑائی ہوئی، ان کے پیغمبر نے جس خدشہ کا اظہار کیا تھا، اسی کے مطابق بنی اسرائیل کی کثیر تعداد نہر سے پیٹ بھر کر پانی پینے کی وجہ سے پیچھے رہ گئی اور صرف 313 لوگ مقابلے کے لئے آگے بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح یاب کیا۔ قرآن مجید میں طالوت کے ذکر میں جن چند باتوں کا ذکر ملتا ہے ان میں یہ بات نمایاں ہے کہ لوگوں کے مطالبہ پر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ مطالبہ واپس لینے کا حکم

[18] البقرة 246:2 ۔

[19] البقرة 247:2 ۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

سنانے کی بجائے ان کے اس مطالبے کو قبول کیا اور ایک باصلاحیت بادشاہ کا ان کے لئے انتخاب کیا۔ بڑے اہداف کے حصول اور قوم کی قیادت و رہنمائی کے لئے اس واقعہ سے ایک حکمران کی نگرانی کا جو اہم سبق ملتا ہے، اس سے حکومت و امارت کی اہمیت و ضرورت مزید واضح ہو جاتی ہے۔

3۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا دورِ حکومت

حضرت داؤدؑ بنی اسرائیل کے مشہور اور جلیل القدر پیغمبر بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ جب جالوت نے بنی اسرائیل کو قتل و غارت کا نشانہ بنایا تو آپ بنی اسرائیل کے ان 313 لوگوں میں شامل تھے، جنہوں نے طالوت کی قیادت میں ایک سپاہی کی حیثیت سے جالوت کا مقابلہ کیا۔ جب جالوت نے طالوت کے لشکر میں سے ممتاز بہادروں کو مقابلہ کے لئے بلایا تو حضرت داؤدؑ دشمن کے اس سپہ سالار کے مقابلہ میں آئے اور اس کا تعاقب کیا۔ آپؑ کو اس جنگ میں یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آپ کے ہاتھوں جالوت کا خاتمہ ہوا، یوں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بڑی عزت و شان سے نوازا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے:

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللهِ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَ اٰتٰىهُ اللهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ.[20]

تو انھوں نے اللہ کے حکم سے انھیں شکست دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اسے بادشاہی اور دانائی عطا کی اور جتنا کچھ چاہتا تھا سکھا دیا۔ اور اگر اللہ کا لوگوں کو ان کے بعض کو بعض کے ساتھ ہٹانا نہ ہوتا تو یقیناً زمین برباد ہو جاتی اور لیکن اللہ جہانوں پر بڑے فضل والا ہے۔

حضرت داؤد کی اس جرات و ایمان پر اللہ تعالیٰ نے طالوت کے بعد آپ کو دونوں چیزیں عطا فرما دیں۔ پہلے نبی الگ اور بادشاہ الگ تھے، لیکن اب نبوت و حکومت دونوں چیزیں ایک ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائیں۔ زبور کا نزول بھی آپ پر ہوا۔ جو علوم اللہ نے آپ کو سکھائے، ان میں اسلحہ سازی کا علم، پرندوں کی باتیں سمجھنے کا علم، قوت فیصلہ اور زبور پڑھنے کے لئے ایسی خوبصورت آواز عطا فرمائی کہ آپ کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح کیا کرتے تھے۔ آپؑ کی حکومت شام، عراق، فلسطین اور شرق اردن کے تمام علاقوں پر پھیلی ہوئی تھی۔

4۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دورِ حکومت

حضرت سلیمانؑ سیدنا داؤدؑ کے بیٹے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو نبوت و سلطنت میں ان کے باپ داؤدؑ کا وارث بنایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ.[21]

اور سلیمان داؤد کا وارث بنا اور اس نے کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہمیں ہر چیز میں سے حصہ دیا گیا ہے۔ بیشک یہ یقیناً یہی واضح فضل ہے۔

آپ بھی عظیم پیغمبر ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم حکمران تھے۔ آپ اپنے والد کے ساتھ اہم حکومتی امور میں شریک رہتے تھے۔ شرف نبوت اور عظیم الشان سلطنت کے علاوہ اللہ تبارک و تعالی نے آپ کو چند امتیازات بھی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو آپ کے تابع بنایا، آج سے ہزاروں سال قبل صبح چلنے والی ہوا سے ایک ماہ کا سفر اور اسی طرح شام کو چلنے والی ہوا سے بھی ایک ماہ کا سفر چند گھنٹوں میں طے کر لیتے۔ پرندوں

[20] البقرة 2:251۔

[21] النمل 27:16 ۔

سے ہم کلام ہونے کی صلاحیت، حکومت کا انتہائی درجہ کا ڈسپلن، انسانوں اور جنات کے ساتھ ساتھ پرندوں تک کی حاضری اور ایک ایک سے باخبر رہنا آپ کے نظامِ حکومت کے امتیازات ہیں۔ الغرض اللہ نے آپ کو ایسی سلطنت عطا فرمائی کہ آپ جیسی حکومت اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد کسی کو بھی عطا نہیں فرمائی اور یہ آپؑ کی دعا بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِي لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِي اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.[22]

اس نے کہا اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو، یقیناتو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

اب ہم ان آیات قرآنیہ اور احادیثِ رسول ﷺ کا جائزہ لیتے ہیں، جن سے سیاست و حکومت کی دینی جہات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے۔

حکومت وامارت سے متعلق قرآنِ مجید کی آیات

آیت نمبر1

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًاؕيَعْبُدُوْنَنِي لَا يُشْرِكُوْنَ بِي شَيْـًٔا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ.[23]

اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں زمین میں ضرور ہی جانشین بنائے گا، جس طرح ان لوگوں کو جانشین بنایا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لیے ان کے اس دین کو ضرور ہی اقتدار دے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ہر صورت انھیں ان کے خوف کے بعد بدل کر امن دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جس نے اس کے بعد کفر کیا تو یہی لوگ نافرمان ہیں۔

آیت نمبر2

اَلَّذِينَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ.[24]

وہ لوگ کہ اگر ہم انھیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور اچھے کام کا حکم دیں گے اور برے کام سے روکیں گے، اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

آیت نمبر3

وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ.[25]

اور بلاشبہ یقیناہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ بیشک یہ زمین، اس کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔

آیت نمبر4

---

[22] ص 35:38 ۔

[23] النور 55:24 ۔

[24] الحج 41:22 ۔

[25] الانبیاء 105:21۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.[26]

آپ کہہ دیجئے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حکومت وامارت کو ایک نعمت اور انعام کے طور پر ذکر کیا ہے، ایمان والوں سے اس کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اس کے نتیجہ میں انہیں اقتدار کے مقاصد سے بھی آگاہ کیا ہے۔ اور اسی طرح نیک لوگوں کو اپنی زمین کا وارث بنانے کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ یہ تمام امور حکومت وسیاست کی دینی جہات پر دلالت کرتے ہیں۔

سیاست وحکومت سے متعلق احادیثِ رسول ﷺ

حدیث نمبر1

عَنْ أَبِی هرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا، قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ۔[27]

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے انبیاءان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے، جب بھی ان کا کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرے ان کی جگہ مبعوث ہوتے، لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں میرے نائب ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے کہا کہ ان کے متعلق آپ کا ہمیں کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ سب سے پہلے جس سے بیعت کر لو، بس اسی کی وفاداری پر قائم رہو اور ان کا جو حق ہے اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو ،کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا۔

اس حدیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے سابقہ امتوں میں بالخصوص بنی اسرائیل کی تاریخ بیان کی، کہ ان کے سیاسی رہنماء انبیاء علیہم السلام تھے۔ جبکہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا، سو خلفاء ہوں گے اور وہ میری امت کی سیاسی خلا کو پورا کریں گے۔ اس حدیثِ مبارکہ سے پہلی بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ دینِ اسلام کے مطابق بھی سیاست وحکومت کا تصور دین سے جدا نہیں، بلکہ دین ہی کے تابع ہے۔ دوسری بات نبی کریم ﷺ کے بعد بھی زمامِ اقتدار مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہو گی۔ ایسی بات نہیں کہ دین شرعی رہنمائی تو کرے لیکن دنیاوی امور میں بالخصوص حکومت وامارت کے اس باب میں خاموش ہو جائے اور مسلمانوں کو دیگر مذاہب یا نظاموں کے سپرد کر دے۔

حدیث نمبر2

---

[26] آل عمران 26:3۔

[27] البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب احادیث الأ نبیاء، باب ما ذکر عن بنی إسرائیل، رقم الحدیث:3455۔

عن سفینۃ ابی عبدالرحمٰن مولیٰ رسول اللہ ﷺ یحدث عن النبی ﷺ قال : الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ بَعْدَ ذَلِكَ مُلُوْكاً ۔ [28]

حضرت سفینہ ابو عبد الرحمٰن نبی کریم ﷺ کے غلام بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: خلافت تیس(30)سال رہے گی،اس کے بعد بادشاہت آجائے گی۔

اب ہم جن روایات کو نقل کریں گے، ان میں نبی کریم ﷺ سے خلافت، امارت، بادشاہت و حکومت کی بابت نا صرف نظاموں کا ذکر ہے بلکہ آپ نے امراء و حکمرانوں کو نصائح فرمائی ہیں۔ اگر وہ خدمتِ عوام کریں گے، تو عند اللہ صلہ کیا ملے گا اور اگر وہ ظلم و ناانصافی سے کام لیں گے تو ان کی دنیا و آخرت میں سزا کیا ہو گی۔ تو اس سے ہمارا مقصد بالکل واضح اور ثابت ہو رہا ہے کہ دینِ اسلام میں حکومت و امارت کی ضرورت و اہمیت بہت واضح ہے۔ اگر اس کا تصور ہی ناپید ہو تو مسلم حکمرانوں کو بشارت یا وعید سنانا چہ معنیٰ دار؟

ذیل میں اب ہم ان احادیثِ رسول ﷺ کو نقل کریں گے۔

حدیث نمبر3

عن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم : أَوَّلُ هَذَا الأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلافَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَتَكادَمُونَ عَلَيْهِ تَكادُمَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ جِهادِكُمُ الرِّبَاطُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ رِباطِكُمْ عَسْقَلانُ ۔ [29]

حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس دین کا ابتدائی حصہ نبوت اور رحمت ہے۔ پھر خلافت اور رحمت ہو گا، پھر بادشاہت اور رحمت ہو گا، پھر اس پر لوگ گدھوں کی طرح ایک دوسرے کو پچھاڑیں گے، تب تم پر جہاد لازم ہے، اور افضل جہاد رِباطؔ (سرحدوں کی حفاظت) ہے۔ اور افضل رباط عسقلان کا ہے۔

حدیث نمبر4

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ.[30]

[28] مسلم بن حجاج، ابوالحسین، **الجامع الصحیح**،(بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1374ھ، الطبعۃ الاولیٰ)، کتاب الامارۃ، بابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ، وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ، وَالْحَثِّ عَلَى الرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِدْخَالِ الْمَشَقَّةِ عَلَيْهِمْ، رقم الحدیث :4721۔

[29] الالبانی، محمد ناصر الدین، **سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ**،(الریاض: مکتبۃ المعارف، 1995ء، الطبعۃ الاولیٰ)، رقم الحدیث:1747۔

[30] مسلم، **الجامع الصحیح**، کتاب الامارۃ، فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ، وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ، وَالْحَثِّ عَلَى الرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِدْخَالِ الْمَشَقَّةِ عَلَيْهِمْ، رقم الحدیث :4721۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انصاف کرنے والے رحمن کے دائیں جانب اور اللہ کے نزدیک نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل و عیال میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام قرآنی آیات و احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ اسلام کے نزدیک سیاست دین سے جدا نہیں، بلکہ اسلام نے اس موضوع کی معاشرتی اہمیت و ضرورت کے پیشِ نظر اسے بالتفصیل بیان کیا ہے۔ نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی شخصیت بحیثیتِ حکمران بہترین اسوۃ ہے۔

حضرت محمد ﷺ بحیثیتِ حکمران اور ریاستِ مدینہ

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کا جب ہم بحیثیتِ حکمران مطالعہ کرتے ہیں، تو بالخصوص ہجرتِ مدینہ کے بعد آپ ﷺ کا کردار صرف ایک روحانی معلم و مربی، مسجدِ نبوی کے امام و خطیب کی حیثیت تک محدود نہیں رہتا، بلکہ بحیثیتِ قائد و حکمران آپ کی شخصیت کے پہلو روشن و عیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے مدینہ تشریف آوری کے ساتھ ہی مسلمان قبائل اوس و خزرج سے بیعت لی اور انصار و مہاجرین کو آپس میں اخوت کے رشتہ میں پرویا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو پیغمبر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنا امیر و حکمران، منصف و سپہ سالار بھی تسلیم کیا۔ ان کے علاوہ یہودِ مدینہ اور دیگر ارد گرد کے مشرک قبائل سے آپ ﷺ نے معاہدے کیے، جسے تاریخ میں میثاقِ مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ مسلمانوں کے فیصلے تو انصاف سے کرتے ہی تھے، البتہ دیگر غیر مسلموں میں بالخصوص یہود کے باہمی مقدمات کی جب آپ ﷺ سماعت کرتے تو ان کی کتاب کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کرتے۔ ذمیوں کے حقوق کیا ہیں، قیدیوں سے سلوک کیسا کیا جائے گا، دیگر ملکوں کے بادشاہوں سے تعلقات کیسے رکھے جائیں گے، ایک ایک داخلی و خارجی پالیسی کی عملاً رہنمائی فرمائی۔ یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نبی و رسول ہونے کے ساتھ ساتھ ریاستِ مدینہ کے امیر و حکمران بھی تھے، آپ ﷺ نے ایک دن کے لئے بھی مسلمانوں کے معاشرتی معاملات کو کسی اور کے سپرد نہیں کیا بلکہ خود قیادت و رہنمائی فرمائی ہے۔

شعبہ ہائے زندگی میں اجتماعیت کی تلقین

آپ ﷺ نے ریاستِ مدینہ کے قیام کے بعد مسلمانوں کو انفرادی زندگی کی بجائے، اجتماعی زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی ہے، اور یہ بات بھی واضح ہے کہ اجتماعیت حاکم یا امیر کے بغیر ناممکن ہے۔ یقیناً سینکڑوں یا ہزاروں لوگ کسی کو اپنا سربراہ تسلیم کریں گے، تو ہی اجتماعیت کی عملی شکل سامنے آئے گی۔ نبی کریم ﷺ کی بالعموم عبادات و معاملات میں بھی یہی تعلیم عیاں ہے، ذیل میں اس کی چند ایک مثالیں ذکر کی جائیں گی۔

معاشرتی زندگی

آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اپنے معاشرے میں ایک امیر / سربراہ کے تحت زندگی بسر کی تلقین فرمائی ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر تین مسلمان بھی کسی علاقے میں رہتے ہیں تو وہ اپنے میں سے کسی ایک کو امیر بنالیں، تاکہ اس کی قیادت میں زندگی بسر کریں۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

عن عبدالله ابن عمرو رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ لا يَحِلُّ لثلاثةِ نَفَرٍ يكونون بأرضٍ فَلاةٍ إلا أَمَّرُوا عليهم أحدَهم۔ [31]

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کے لئے یہ جائز نہیں جو ایک بے آباد زمین میں بھی ہوں مگر یہ کہ وہ اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر چُن لیں۔

اسی طرح اگر سفر کی غرض سے بھی کچھ لوگ نکلیں ہیں تو انہیں بھی ایک شخص کو امیر بنانے کا حکم دیا، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ.[32] حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تین افراد سفر پر نکلیں تو چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر مقرر کرلیں۔

عبادات کی ادائیگی

نبی کریم ﷺ کی یہی تعلیم وتربیت کی جھلک عبادات میں بھی نظر آتی ہے، اس میں اگر پانچ وقت کی فرض نماز کو دیکھا جائے، تو اس کا باجماعت اہتمام بھی ایک امام کی انتہائی اطاعت میں کیا جاتا ہے اور اس پر اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت ثواب بھی ستائیس گنا زیادہ ملنے کی نوید سنائی ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً.[33]

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

اور اگر عبادات میں عظیم فریضہ، حجِ بیت اللہ کی ادائیگی کو دیکھا جائے، تو آپ ﷺ نے اس کا بھی ایک امیر مقرر کیا ہے، جیسے نبی کریم ﷺ نے 9ہجری میں قافلہ حج حضرت ابو بکر صدیق کی امارت میں روانہ کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ :لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.[34]

[31] ابن حنبل، احمد، ابو عبدالله، **المسند**،(بیروت: مؤسسة الرسالة، 2001ء، الطبعة الاولیٰ)، مسند عبدالله بن عمرو بن العاص، رقم الحديث:6647

[32] ابو داؤد، سليمان بن اشعث، **سنن ابی داؤد**، (لبنان: المكتبة العصرية، 1395ھ،الطبعة الاولیٰ)، كتاب الجهاد، بَابٌ فِي الْقَوْمِ يُسَافِرُونَ يُؤَمِّرُونَ أَحَدَهُمْ، رقم الحديث:2608

[33] البخاری، **الجامع الصحيح**، کتاب الاذان، باب فَضْلِ صَلاَةِ الْجَمَاعَةِ، رقم الحديث:648

[34] ایضاً ، كتاب المغازی، باب حَجُّ أَبِي بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِي سَنَةِ تِسْعٍ، رقم الحديث:4363

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

حضرت ابو ہریرۃ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر کو حجۃ الوداع سے پہلے جس حج کا امیر بنا کر بھیجا تھا، اس میں حضرت ابو بکر نے مجھے کئی آدمیوں کے ساتھ قربانی کے دن (منیٰ) میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک (بیت اللہ) کا حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرے۔

مدینہ منورہ میں نیابت

نبی کریم ﷺ جب بھی حدودِ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے، تو آپ نے کبھی بھی مدینہ کو کسی سربراہ کے بغیر نہیں چھوڑا۔ بلکہ کسی نا کسی صحابی کو اپنا نائب مقرر کر کے جاتے۔ غزوات میں عموماً عبد اللہ بن ام مکتومؓ نابینا ہونے کی بناء پر پیچھے رہ جاتے تو انہیں اپنا نائب مقرر کر کے جاتے۔

"عَنْ أَنَسٍ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمّ مَكْتُومٍ عَلَى الْمَدِينَةِ مَرَّتَيْنِ."[35]

"حضرت انسؓ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں دو مرتبہ اپنا نائب (خلیفہ) مقرر کیا۔"

تبوک کے موقع پر حضرت علی المرتضیٰ کو اپنی نیابت سونپی تو آپ نے مدینہ میں رہنے کی بجائے نبی ﷺ کے ساتھ سفر جہاد کو ترجیح دی جس پر آپ ﷺ نے انہیں اس نیابت کی عظمت بیان کی اور آپ کو نائب مقرر کیا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ خَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي.[36]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی کو نائب بنا کر پیچھے (مدینہ میں) چھوڑا۔ وہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا تھا، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

گورنر و عمّال کا تقرر

سلطنت اسلام کی جغرافیائی حدود میں جیسے جیسے اضافہ ہوتا گیا، آپ ﷺ نے ان مسلمانوں سے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ عبادات، نماز، روزہ، حج اور زکاۃ کی ادائیگی کا مکمل نظام تو مجھ سے لے لو جبکہ اپنے علاقوں پر حکمرانی کے لئے تم کسی بھی سسٹم یا افراد کا انتخاب کر لو۔ اگر ہم تحقیق کریں تو معاملہ اس سے الٹ ہے۔ آپ ﷺ نے مفتوحہ علاقوں کی قیادت وسیادت کے لئے اپنے تربیت یافتہ صحابہ کرام کا بطورِ گورنر تقرر فرمایا۔ آپ ﷺ نے یمن کے دو صوبوں میں سے ایک کی طرف حضرت معاذ بن جبل اور دوسرے کی طرف حضرت ابو موسیٰ اشعری کو گورنر بنا کر بھیجا۔

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلَافٍ، قَالَ: وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ، ثُمَّ قَالَ: يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا۔۔الخ.[37]

---

[35] ابو داؤد، **سنن ابی داؤد**، كِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ، بَابٌ فِي الضَّرِيرِ يُوَلَّى، رقم الحديث:2931

[36] مسلم، **الجامع الصحيح**، كتاب فضائل الصحابة، باب مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، رقم الحديث:6371

[37] البخاری، **الجامع الصحيح**، كتاب المغازی، بَابُ بَعْثِ أَبِي مُوسَى، وَمُعَاذٍ إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ، رقم الحديث:4341

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ابو بردہؓ سے مروی ہے، آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ دونوں صحابیوں کو اس کے ایک ایک صوبے میں بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ یمن کے دو صوبے تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا، مشکلات نہ پیدا کرنا، انہیں خوش کرنے کی کوشش کرنا اور انہیں متنفر کرنا۔

اسی طرح خیبر کی فتح کے بعد آپ ﷺ نے بنی عدی کے بھائی کو وہاں اپنا گورنر بنا کر تعینات کیا۔

ان أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى خَيْبَرَ، فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا؟، قَالَ: لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَفْعَلُوا وَلَكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ، أَوْ بِيعُوا هَذَا، وَاشْتَرُوا بِثَمَنِهِ مِنْ هَذَا، وَكَذَلِكَ الْمِيزَانُ.[38]

ابوہریرۃ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عدی الانصاری کے ایک صاحب (سواد ابن عزیہ) کو خیبر کا عامل بنا کر بھیجا، تو وہ عمدہ قسم کی کھجور وصول کر کے لائے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم ایسی ایک صاع کھجور دو صاع (خراب) کھجور کے بدلے خرید لیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ (جنس کو جنس کے بدلے) برابر برابر میں خریدو، یا یوں کرو کہ ردی کھجور نقدی بیچ ڈالو پھر یہ کھجور اس کے بدلے خرید لو، اسی طرح ہر چیز کو جو تول کر بکتی ہے اس کا حکم ان ہی چیزوں کا ہے جو ناپ کر بکتی ہیں۔

اور اسی طرح نبی کریم ﷺ نے حضرت علاء بن الحضرمیؓ کو بحرین پر امیر مقرر کیا:

أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، كَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ، يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ.[39]

مسور بن مخرمہؓ نے بتایا کہ عمرو بن عوف جو بنی عامر بن عدی کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، انہوں نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو بحرین وہاں کا جزیہ لانے کے لیے بھیجا، نبی کریم ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر علاء بن الحضرمی کو امیر مقرر کیا تھا۔

---

[38] **ایضاً**، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، بَابُ إِذَا اجْتَهَدَ العَامِلُ أَوِ الحَاكِمُ، فَأَخْطَأَ خِلاَفَ الرَّسُولِ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ، فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ، رقم الحديث:7350

[39] البخاری، **الجامع الصحيح** ،كتاب الرقاق، بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهَرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا، رقم الحديث، 6425

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

خلفاء راشدین کے ادوار

نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی اس بات کی وضاحت فرمادی تھی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، البتہ خلفاء ہوں گے۔ یہ ضمانت بھی آپ ﷺ نے دی کہ خلفاء الراشدین یعنی ہدایت یافتہ ہوں گے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

> عن الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، يَقُولُ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ، فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ، فَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّمْعِ، وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.[40]

> عرباض بن ساریہ سے مروی ہے، انہوں کہا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، آپ نے ہمیں ایک مؤثر نصیحت فرمائی، جس سے دل لرز گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، پس کہا گیا اے اللہ کے رسول! آپ نے تو رخصت ہونے والے شخص جیسی نصیحت کی ہے، لہٰذا آپ ہمیں کچھ وصیت فرمادیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ سے ڈرو، اور امیر (سربراہ) کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، گرچہ تمہارا امیر ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، عنقریب تم لوگ میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے، تو تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو لازم پکڑنا، اس کو اپنے دانتوں سے مضبوطی سے تھامے رکھنا، اور دین میں نئی باتوں (بدعتوں) سے اپنے آپ کو بچانا، اس لیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

اب ہم آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلفاءِ راشدین کی شخصیات کا بحیثیتِ حکمران مطالعہ کریں گے اور ان کے ادوارِ حکومت پر بھی روشنی ڈالیں گے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی تجہیز و تکفین سے بھی پہلے صحابہ کرام نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق کو پہلے خلیفۃ الرسول کی حیثیت سے اپنا امیر و حکمران منتخب کیا۔ صحابہ کرام کو اس بات کی فکر لاحق تھی کہ امت کی اجتماعیت کو برقرار رکھنے کے لئے اور کسی بھی قسم کے افتراق و انتشار سے بچنے کے لئے فی الفور اس اہم فیصلہ کی ضرورت ہے۔ حکومت و امارت کی ضرورت و اہمیت کا اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح تمام خلفاء راشدین صرف قرآن و حدیث اور علمِ دین کی نشر و اشاعت میں نبی کریم ﷺ کی نیابت نہیں کر رہے بلکہ مسجدِ نبوی کے منبر و محراب کی امامت و خطابت، درس و تدریس کے ساتھ ساتھ زمام اقتدار بھی آپ ہی کی ہاتھ میں تھی۔ اسلامی سلطنت کے حکمران و امیر، سپہ سالار و منصفِ اعلیٰ، ماہر معیشت و معاشرت الغرض جملہ شعبہ جات کی ذمہ داری آپ ہی کے کندھوں پر تھی۔

- جماعت صحابہ میں خاص طور پر وہ ہستیاں جنھوں نے آپ ﷺ کے بعد اس امت کی قیادت و سیادت کی ذمہ داری سنبھالی، امور دنیا اور نظام حکومت چلانے کے لیے ان کے اجتہادات اور فیصلوں کو شریعت اسلامی میں ایک قانونی دستاویز کی حیثیت حاصل ہے۔ ان با برکت شخصیات میں سے خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق تو سب سے اعلیٰ مرتبے اور بلند منصب پر فائز تھے اور ایثار و قربانی اور صبر و استقامت کا مثالی نمونہ تھے۔ آپ تقریباً 11 لاکھ مربع میل کے حکمران تھے، آپ نے اپنے دورِ حکومت میں اسلامی ریاست کو متعدد

[40] ابن ماجه، محمد بن يزيد، **سنن ابن ماجه**،(بيروت: دار الجيل ، 1418هـ، الطبعة الاولى)، افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم، بَابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، رقم الحديث:42۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

صوبوں (مدینہ، مکہ، طائف، صنعاء، حضر موت، خولان، زبید جند، بحرین، نجران، دومتہ الجندل، عراق عرب، جرش، حمص، اردن، دمشق، اور فلسطین) میں تقسیم کیا۔

- دوسرے خلیفہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق بھی نبی کریم ﷺ کے علوم اور منبر و مصلیٰ کے وارث ہونے کے ساتھ ساتھ 22 لاکھ مربع میل کی اسلامی سلطنت کے 10 سال حکمران رہے۔ مصر، شام، فارس آذر بائیجان تک کے ممالک قیصر و کسریٰ سے نجات پاکر اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔ آپ کے دور حکومت میں کئی ایک محکمہ جات کا اجراء ہوا اور انہیں بہت منظم کیا گیا۔
- تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی بھی علومِ نبوت اور منبر و مصلیٰ کے وارث ہونے کے ساتھ ساتھ 44 لاکھ مربع میل پر محیط اسلامی سلطنت کے 12 سال حکمران رہے۔ آپ کے دورِ حکومت میں قفقاز، خراسان، کرمان، سیستان، افریقہ اور قبرص کی فتوحات ہوئیں اور اسلامی سلطنت وسیع تر ہوئی۔ آپ کے دور میں پہلی اسلامی بحری فوج کو منظم کیا گیا۔
- چوتھے خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ بھی جہاں علومِ نبوت اور منبر و محراب کے وارث ٹھہرے، وہیں تقریباً چار سال 44 لاکھ مربع میل کی حکمرانی کے فرائض بھی ادا کیے۔ آپ کو اپنے دورِ حکومت میں بہت سے اندرونی و بیرونی چیلنجز درپیش تھے، لیکن اس سب کے باوجود آپ نے بہت سی اصلاحات فرمائیں اور امت کی قیادت و سیادت کا حق ادا کیا۔

اسلام کی شرعی نصوص میں سے مندرجہ بالا آیات و احادیث اور سیرت کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو زندگی کے تمام شعبہ جات میں اجتماعیت کا درس دیتا ہے۔ اور اجتماعیت کا وجود حکمران و امیر کے بغیر ناممکن ہے سو اس کے تقرر کی بابت کس قدر زور دیا گیا۔ خلفاء راشدین میں بھی صدیق اکبر کا انتخاب، پھر قبل از وفات فاروقِ اعظم کو نامزد کرنا اور آپ کا شہادت سے پہلے چھ رکنی کمیٹی کی تشکیل کرنا، جس سے حضرت عثمان کا انتخاب ہونا، اور شہادت عثمان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کا خلیفہ بننا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ اہلِ کتاب اور اسلام کے مابین سیاست کا تصور مذہب سے جدا نہیں بلکہ یہ تاریخی و دینی جہات پر مشتمل ہے۔

خلاصہ:

سیاست کی دینی و تاریخی جہات ایک دلچسپ موضوع ہے، دنیا میں ایک گروہ تو اسے کسی صورت مذہب کے ساتھ جوڑنے کو تیار ہی نہیں، وہ اسے لوگوں کی نجی زندگیوں سے متعلقہ موضوع قرار دیتے ہیں۔ جب ہم اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) اور اسلام کی مذہبی تعلیمات کی روشنی میں اس موضوع کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں سیاست کی وسیع تاریخی و دینی جہات ملتی ہیں۔ حسن اتفاق یہ ہے کہ ان میں اہلِ کتاب اور اسلام کی تعلیمات مشترکہ ہیں جبکہ اسلام میں تو جامع اور وسیع تر تعلیمات موجود ہیں۔ اہلِ کتاب میں انبیاء علیھم السلام کے نبوت کے ساتھ ساتھ سیاست کے فرائض باحسن انداز میں ادا کرنے کی بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں، جیسے حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ۔ جبکہ صرف بادشاہوں کی بھی مثالیں ملتی ہیں جیسے ساؤل (طالوت)۔ اور سیاست کی اسی تاریخ کو قرآن مجید نے انتہائی جامعیت سے ذکر کیا ہے اس میں ان تمام انبیاء اور بادشاہوں کا اجمالاً ذکر ہے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو جانے کی پیشگوئی فرماتے ہوئے، خلفاء ہونے کی نوید سنائی اور یہ پیغام دیا کہ میرے بعد زمامِ اقتدار مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہوگی۔ ایسی بات نہیں کہ دین اسلام دیگر امور زندگی میں شرعی رہنمائی تو کرے لیکن دنیاوی امور بالخصوص سیاست و حکومت کے باب میں خاموش ہو جائے اور مسلمانوں کو دیگر نظاموں کے سپرد کر دے۔ سو آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کی اتھارٹیز اور آپ کے بعد خلفاء و امراء کی ایک طویل فہرست سیاست کی تاریخی و دینی جہات کو پیش کرنے میں کافی ہیں۔ اور اس موضوع پر اہلِ کتاب اور اسلام مشترک تصورِ سیاست پیش کرتے ہوئے انسانوں کے ایک منظم اجتماعی نظامِ سیاست پر زور دے رہے ہیں۔